دانشِ اسلام

ہم ترقی کیلئے تعلیم کو بجا طور پر لازمی خیال کرتے اور حصول علم، نافع کی شرط کے ساتھ مسلم مرد و زن پر فرض مانتے ہیں۔ مومن کی گم شدہ میراث یعنی حکمت کو بحکم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں دیکھیں، لے لیتے ہیں۔ الحمد للہ! وطن عزیز کی ساری انتظامی مشینری کے سارے کل پرزے، حسب عہدہ، تعلیم یافتہ ہیں۔ مرکزی اور صوبائی اعلیٰ انتظامی عہدوں پر ملک کا جوہر قابل پی سی ایس اور ایس، ایس کے تمغے کندھوں پہ سجائے، فائز ہے اور یہی جوہر قابل تمام انتظامی خرابیوں کا ذمہ دار اور کرپشن کی ساری مکروہ داستانوں کا مرکزی کردار ہے۔ اسی جوہر قابل کی کرپشن ہمارے قومی زوال و انحطاط کا باعث ہے۔ اب یہ زوال پستیوں کی ان گہرائیوں تک جا پہنچا ہے جس سے آگے کسی پستی کا تصور نہیں رہتا۔ انتہا یہ ہوئی کہ اب ان اتھاہ گہرائیوں سے نکلنے کی بھی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ مثلاً ریلوے بورڈ کے عالی مقام اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ممبران کے ہاتھوں ریلوے کا پورا سسٹم سکریپ بن گیا اور یہ تعلیم یافتہ طبقہ اتنا کرپٹ اور بے درد ثابت ہوا کہ اس سکریپ کو بھی بیچ کر کھا گیا۔ پی آئی اے، سٹیل مل، پی ٹی سی اہل اسی تعلیم یافتہ گروہ کے ہاتھوں خاک میں مل گئے۔ بحالی کے امکانات معدوم ہوگئے۔ آس کے تارے بجھ گئے اور عدنان خواجہ، ہمیش خان، مونس الہٰی اور خرم رسول ہمارے قومی مقدر کے منحوس ستارے بن گئے۔ کیا ہمیں یہ سوال نہ پوچھنا چاہیے کہ ہماری تعلیم، ہماری بربادی کا باعث کیوں بن گئی حالانکہ یہ تو ذریعہ ترقی ہے۔

پاکستان بنا تو ہم نے ٹیکسٹائل، شوگر اور اسلحہ سازی کا جو کارخانہ اور مل لگائی وہ برّ اعظم ایشیا میں سب سے بڑی کہلائی۔ ہماری جامعات کی ڈگریاں دنیا میں بڑی موثر تھیں مگر ان کے تعلیم یافتہ کارپردازوں نے ان سب کارخانوں کو برباد کر کے رکھ دیا اور ہماری جامعات کی عطا کردہ ڈگری جہانِ دانش میں نقل کا کرشمہ اور جعل سازی کا نمونہ بن کر رہ گئی۔ یونیورسٹیاں جُہلا نہیں چلاتے ان کی پستی اور بے آبروئی، پی ایچ ڈی

پروفیسروں اور وائس چانسلروں کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

ملک کے حکمران کبھی ان پڑھ نہیں رہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تعلیم یافتہ صدور اور وزرائے اعظم کے ہاتھوں ملک کنگال، معیشت بدحال اور انتظام مملکت اندھیر نگری اور چوپٹ راج کی بدترین مثال ہے۔ پٹواری کو تو چھوڑیئے، وہ تو بادشاہ ہے۔ یہاں محکمہ مال کے چپڑاسی رشوت لیتے اور ریونیو بورڈ کے عالی تبار اور تعلیم یافتہ ممبران کو پہنچاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ممبران تعلیم یافتہ سیکریٹریز اور جوہر قابل کا بھی جوہر اور خلاصہ ہیں یہ اتنے تعلیم یافتہ ہیں کہ تعلیم ان پر ختم ہو جاتی ہے۔ پھر خود سوسائٹی کے اندر بھی تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ پوری سوسائٹی کرپشن کی دلدل میں غرق ہے؟ اگر صاحبان محراب و منبر دریائے تصوف کے شناور اور دانایانِ اسرار معرفت، برا نہ مانیں اور چیں بجبیں نہ ہوں تو پوچھیں کہ ان کی پرہیز گاری، خدا رسیدگی اور پارسائی کے جزیروں پر برائی کے سمندر کیوں سونامی برپا کرتے ہیں؟ ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ ہمارے نظام تعلیم میں کوئی بنیادی نقص ہے۔ یہ تعلیم بے جہت، بے سمت، بے مقصد ہے اور اسی لئے بے اثر ہے۔ یہ ایک ایسی بارش ہے جس سے ہماری قومی و اجتماعی زندگی میں روئیدگی نہیں ہوتی۔ ہمارے گلشنِ حیات میں کلیاں نہیں چٹکتیں، پھول نہیں کھلتے بلکہ جھاڑ جھنکار اور کباڑ پیدا ہوتا ہے۔ جھاؤ اور سرکنڈا پیدا ہوتا ہے۔ یہ تعلیم سیرت کی صورت گری نہیں کرتی اور اس سے وزیر اعظم کو خرم رسول جیسے میڈیا منیجر اور عدنان خواجہ جیسے یارانِ زنداں اور حامد سعید کاظمی جیسے وزیرِ حج ملتے ہیں۔ دنیوی تعلیمی دانش کدوں سے پیدا ہونے والے افراد سیرت و کردار کے لباس سے محروم رہے۔ زیور تعلیم، ان کی ستر پوشی کا اہتمام نہ کر سکا اور وہ پوری عریانی کے ساتھ کرپشن کے سمندر میں کود گئے۔ ہم ایٹمی طاقت ہو کر بھی پس ماندہ کہلائے۔ سینکڑوں نہیں، ہزاروں ایٹمی ماہرین اور انجینئرز کے ہوتے ہوئے بھی بجلی سے محروم رہے۔ یہ ادارے کوئی ''رجل رشید'' نہ پیدا کر سکے۔ ان سے نکلنے والے لوگ ملک کو صرف اور صرف کرپشن کی منزل پر لے گئے۔

دینی اور خانقاہی اداروں سے تعلیم پانے والے طلبا تنگ نظری، عدم برداشت اور مسلکی تعصب کی ظلمتوں میں کھو گئے۔ کلمہ گویانِ محمدؐ کی تکفیر، ان کا مشغلہ اور جذبات بھڑکانا، ان کا وطیرہ ہو گیا۔ مسند ارشاد پر بقول اقبال زاغوں کا تصرف ہو گیا اور دوسروں کو ''الدنیا جیفة'' کا سبق پڑھانے والے اپنے پیروکاروں کے اموال دنیا پر ہاتھ صاف کرنے لگے اور چلہ کشی کے نام پر ڈرامہ بازی ہونے لگی۔ عارفین، بھوروں سے

نکل کر قصر عارفاں کے مکین ہو گئے اور معرفت جلبِ زر کا ذریعہ ہو گئی۔ یوں ہماری دنیوی اور دینی تعلیم اپنے مقاصد حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہوئی۔ اس المناک حقیقت حال پر ہم مدتوں غور کرتے رہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دینی اور دنیوی تعلیم کو ایسے انداز پر یکجا کیا جائے کہ فارغ التحصیل ہونے والے لوگ پہلے درجے میں سچے مسلمان اور پھر اول درجے کے شہری ثابت ہوں اور جس شعبہ حیات میں عمل پیرا ہوں، اپنی دیانت کی دھاک بٹھا دیں اور اسلام کی آفاقیت کے پرچارک بن جائیں۔

ان خطوط کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے ایک جامع نظام تعلیم ترتیب دیا ہے جو یہ دونوں ضروریات پوری کر سکتا ہے جس کیلئے آگاہی مہم کا آغاز کیا ہے۔ والدین کو بلایا ہے۔ آپ بھی تشریف لائیں۔ ہم نے صرف سیکولر تعلیم کا بیڑہ نہیں اٹھایا ہے بلکہ دانش اسلام کی ترویج وترقی کا منصوبہ بنایا ہے۔ ہمیں اپنے نظام تعلیم کا خمیر اسلامی دانش وحکمت سے اٹھانا چاہیے اور اسلام کے نظریہ آفاقیت سے کام لینا چاہیے۔ سیکولرازم انسان کو معاشی حیوان بنا دیتا ہے جبکہ اسلام، سب سے پہلے انسان کی اخلاقی وروحانی تربیت کرتا ہے اور پھر اسے ترقی کے مساوی مواقع مہیا کرتا ہے جن سے وہ اپنی لیاقتوں کے مطابق معاشی فوائد حاصل کرتا ہے۔

ہم طویل وعمیق غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمیں اسلام کے نام پر شاہدولہ کے وہ چوہے نہیں تیار کرنا چاہئیں جن کے بھیجے تعصب اور فرقہ واریت کے زہر نے تباہ کر دئے ہیں اور جو مسلم کشی اور برادر کشی کو کارِ ثواب کہتے ہیں اور نہ ہی دنیوی تعلیمی اداروں اور دانش کدوں سے ایسے تعلیم یافتہ لوگ تیار کر کے میدان عمل میں لانا چاہیے کہ جو کہنے کو تو زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ زیور انسانیت سے معریٰ ہوتے ہیں اور جب انتظام سلطنت کی زمام ان کے ہاتھ میں آتی ہے تو وہ پرلے درجے کے کرپٹ ثابت ہوتے ہیں۔ ہم حکمت کے موتی بموجب فرمانِ نبی ﷺ ہر جگہ سے سمیٹنے کو تیار ہیں۔ یہ ہمارے بخت کی کوتاہی ہے کہ ہم بحیثیت قوم اتنے بانجھ ہو گئے ہیں کہ اب ہم میں جابر بن حیان جیسے کیمیادان اور البیرونی جیسے جغرافیہ دان جنم نہیں لیتے اور ہماری زبانیں ایجاد واختراع کے لٹریچر سے تہی دامن ہیں اور یہ سارا کام انگریزی زبان میں ہو رہا ہے اس لئے ہم نے چاہا کہ ایسا نظام تعلیم پیش کریں جس میں اولیت عربی کو حاصل ہو جو اسلام کی زبان ہے اور پھر انگریزی ایسے طور پر پڑھائی جائے کہ اس کی حکمت ودانش سے استفادہ کیا جائے مگر اس کی اخلاقی وتہذیبی منکرات سے بچا جائے۔ اس جذبہ کے تحت ہم نے جامعہ علوم اثریہ کے اندر

لڑکوں اورلڑکیوں کیلئے الگ الگ کیمپس قائم کیے ہیں جہاں انگریزی زبان کو،عربی واسلامی تعلیم کے تحت کر کے پڑھایا جائے۔ہم یقین کامل رکھتے ہیں کہ اُثریہ ماڈل سکول اینڈ کالج یہ عصری ضرورت پوری کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ہم صرف دانش ورنہیں چاہتے بلکہ وہ دانش ور چاہتے ہیں جو اسلامی فکر کے حامل اور سیرتِ محمدی ﷺ سے آراستہ اور دانش شرق وغرب پر یکساں قدرت رکھتے ہوں۔

ہم والدین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی اولادوں کو سیکولر تعلیم دلا کر عند اللہ خیر الاشغال،تہذیب الاطفال کی ذمہ داری سے بری نہ ہو جائیں گے۔ہاں اگر وہ ہمارے کہے پر عمل کریں اور اپنی اولادوں کو اسلامی اور دنیوی تعلیم کے خوبصورت پیکر بنا کر،انہیں اپنا جانشین بنا جائیں تو یہ اولادیں اول ملک وملت کیلئے مفید اور دوم ان کیلئے مایہ ثواب آخرت اور صدقہ جاریہ ثابت ہوں گی۔اس لئے وہ اپنے پسران ودختران کو اُثریہ ماڈل سکول اینڈ کالج میں داخل کرائیں اور ملت اسلامیہ پاکستان کی سچی ترقی اور اپنی اخروی کامیابی کا حصول یقینی بنائیں۔ہم مجرد فیض کے نہیں بلکہ فیض قرآن،فیض حدیث اور اکتساب فیض سلف صالحین کے داعی ہیں۔

تن ہمہ داغ داغ شد

حرمین کا شاید ہی کوئی شمارہ ہو جس میں ہم نے برادر کشی پر آنسو نہ بہائے ہوں۔کوئٹہ،گلگت،بلتستان اور چلاس میں جس بے دردی سے خون مسلم کی ہولی کھیلی گئی،اس سے ہمیشہ کی طرح،حکومت کی نااہلی کھل کر سامنے آئی۔اس درد کا درماں حکومت سے طلب کرنا،ایسے ہی بے سود ہے جیسے اس سے بجلی کی طلب!

ع جہاں بے درد حاکم ہو ، وہاں فریاد کیا کرنا

اہل تشیع کو معلوم ہے کہ زرداری شیعہ اور گیلانی صاحب نیم شیعہ ہیں۔قائم علی شاہ،بموجب شیعہ کے اہل بیت نبی میں سے ہیں مگر یہ سب لوگ چاہنے کے باوجود اور گلگت بلتستان کے وزیر اعظم مہدی شاہ خود شیعہ ہونے کے باوصف یہ خون ریزی نہیں روک سکے۔انہیں نااہل سمجھ لیں یا بے درد،بات اظہر من الشمس ہے کہ دیگر شعوب حیات کی طرح،یہ بھی ان کے انتظام سلطنت کا ننگا فلاپ ہے۔ہم اپنا پرانا موقف ہی دہرائیں گے کہ اس مسئلہ کا حل اہل تشیع کے اپنے ہاتھ میں ہے۔حقائق سے اعراض،معاملات کو پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ان کا سامنا کرنا چاہیے۔یہ فساد حکومت کے کسی انتظامی حکم سے یا مجرموں کی گرفتاری سے نہ دبے گا۔